سورة الحج

آیات ۵ - ۱۳

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ
مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ
طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ
عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ
بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْىِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۙ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا
رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا
كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ﴿۸﴾ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ
الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ
انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۚ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ
لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾

سُوْرَةُ الْحَجِّ

مكية / مدنية

آيات 78

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ

ملتِ ابراہیم کی نمائندہ امت کی تشکیل، شرک کی قیادت سے بیت اللہ کی تولیت چھین کر توحید کی بنیاد پر دین کا قیام، شہادتِ علی الناس اور دفاعی جہاد کے ذریعے اللہ کی حاکمیت کے عملی نفاذ کی جدوجہد

منکرین توحید، قیامت و آخرت سے مجادلہ

آیات 1-37

آیات 1 تا 7

قیامت اور بعث کے احوال ۔ مخالفین کو انذار- آیاتِ آفاق و انفس سے استدلال

آیات 8 تا 16

شرک، مفاد پرستی اور باطل امیدیں شرک کے سہارے پر قائم جھوٹا اطمینان

آیات 17 تا 24

حق و باطل خدا کی عدالت میں - مشرکین اور مسلمانوں کا متضاد کردار و انجام

آیات 25 تا 37

ملت ابراہیم اور بیت اللہ کی اصل حقیقت (ملتِ ابراہیم کی مسخ شدہ وراثت)

سنتِ الٰہی : تصادمِ حق و باطل، جہاد و قتال، تطہیر بیت اللہ، ہجرت اور غلبہ

آیات 38 - 60

آیات 38 تا 41

بیت اللہ کے ناجائز متولین کے خلاف جہاد و قتال کی اجازت
اسلامی حکومت کی 4 اہم ذمہ داریاں

آیات 42 تا 52

تکذیبِ رسل اور سنتِ الٰہی- (تاریخ کی شہادت، مہلتِ عذاب اور ہلاکت کی دھمکی)

آیات 53 تا 57

سنتِ ابتلا اور غلبۂ حق/فتنۂ شیاطین اور کھرے کھوٹے کی پہچان

آیات 58 تا 60

اہلِ ایمان کی ہجرت اور انجامِ خیر

خاص اللہ کی عبادت

آیات 61 - 78

آیات 61 تا 66

توحیدِ ربانی کے عقلی و آفاقی دلائل/ربوبیتِ الٰہی کی نشانیاں

آیات 67 تا 72

دعوتِ توحید اور مخالفین کا جارحانہ ردِّ عمل (دعوت، مخالفت، اور انجام)

آیات 73 تا 76

شرک اور شفاعتِ باطل کا حتمی ابطال۔ قرآن حکیم کی دعوت

آیات 77 تا 78

مسلمانوں کی اصل حیثیت کی وضاحت
وہ ابراہیمؑ کے جانشین اور اس منصب کے لیے منتخب ہیں۔
ان کا اصل فریضہ دنیا میں شہادتُ علی الناس ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمۡ ؕ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ - اے لوگو!

اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ - اگر تم ہو شک میں

رَيْبٍ : شک، گمان

مِّنَ الۡبَعۡثِ - دوبارہ جی اٹھنے سے

اَلْبَعْث : دوبارہ جی اٹھنا

فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ - تو بیشک ہم نے ہی پیدا کیا تمہیں مٹی سے

تُرَاب : مٹی (باریک، خشک اور نرم مٹی)

ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ - پھر ایک نطفہ (قطرے) سے

نُطْفَة : تولیدی قطرہ، نطفہ انسانی

ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ - پھر جمے ہوئے خون سے

عَلَقَة : جمے ہوئے خون کی ایک پھٹکی (جو منی سے پیدا ہوتی ہے)

ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ - پھر گوشت کے لوتھڑے سے

مُضْغَة : گوشت کا لوتھڑا-(chewed-like appearance)

مُّخَلَّقَةٍ - (جس کی) مکمل شکل بنائی ہوئی ہے

خلَّقَ يُخلِّق ، تخليقًا : وجود میں لانا

مُخَلَّقَة : جس کو باقاعدہ شکل دی جا چکی ہو (متشکل)

وَّغَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ - اور مکمل شکل نہیں بنائی ہوئی

غَيْرِ مُخَلَّقَة : جو ابھی غیر واضح، بے شکل ہے

لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

لِنُبَيِّنَ لَكُمْ - تاکہ ہم کھول کر بیان کردیں تمہارے لیے

بَيَّنَ يُبَيِّنُ ، تَبْيِيْنٌ : کھول کر بیان کردینا (II)

وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ - اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں رحموں میں

اَقَرَّ يُقِرُّ ، اِقْرَارًا : برقرار رکھنا، ٹھہرائے رکھنا (IV)

اَرْحَام : رِحْمٌ کی جمع - رحم مادر، Womb

مَا نَشَآءُ - جس (نطفے) کو ہم چاہتے ہیں

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى - ایک مقرر وقت تک

اَجَل : مدت، ایک وقت

مُّسَمًّى : تَسْمِيَةٌ مصدر سے اسم مفعول (مقرر کردہ)

ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا - پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں بچے کی صورت میں

اَخْرَجَ يُخْرِجُ ، اِخْرَاجًا : نکالنا (IV)

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ - پھر (ہم بڑھاتے ہیں) تاکہ تم پہنچو اپنی پختگی کو

بَلَغَ يَبْلُغُ ، بُلُوْغًا : بلوغت کو پہنچنا

أَشُدَّ : (شِدَّ یا شَدَّ سے) جسمانی، ذہنی اور عملی قوت کا مکمل ہونا - (عمر کی پختگی - Full maturity)

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى - اور تم میں وہ بھی ہے جس کو موت دی جاتی ہے

تَوَفّٰى يَتَوَفّٰى، تَوَفِّيْ : فوت کرنا، موت دینا، اٹھالینا (V)

وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ - اور تم میں وہ بھی ہے جو لوٹا دیا جاتا ہے

رَدَّ يَرُدُّ ، رَدًّا و مَرْدُوْدًا : واپس لوٹانا

اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـئًا ؕ وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَ رَبَتۡ وَ اَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۝٥

اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ - جو لوٹا یا جاتا ہے ناکارہ عمر کی طرف

اَرْذَل : رِذَالَةٌ مصدر سے افعل التفضیل کا صیغہ

اَرْذَل : سب سے گھٹیا/ سب سے پست - عمر کا سب سے پست، کمزور اور ناقص مرحلہ

لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ - کہ وہ نہ جانے

لِكَيْلَا: (لِ + كَيْ + لَا) - لِ: لام تعلیل (سبب) - كَيْ: مصدری (تاکیداً) - لَا: حرفِ نفی

So that ...may not ...Lest

مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـئًا - (سب کچھ) جاننے کے بعد، کچھ بھی

وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً - اور آپ دیکھتے ہیں زمین کو بنجر (خشک)

هَمَدَ يَهْمُدُ ، هُمُودًا: آگ کا بجھنا، زمین یا نباتات کا مرجھانا (مردہ، ساکن، بے جان زمین)

فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ - پھر جب ہم نازل کرتے ہیں اس پر پانی

اهۡتَزَّتۡ - (تو) وہ لہلہاتی ہے

(ھ ز ز) اِهْتَزَّ يَهْتَزُّ ، اِهْتِزَازٌ : ساکن سے متحرک ہونا، لہلہانا، زندگی کی علامت ظاہر ہونا (VIII)

وَ رَبَتۡ وَ اَنۡۢبَتَتۡ - اور ابھرنے لگتی ہے اور اگاتی ہے

رَبَا يَرْبُوْ ، رِبَآءٌ وَ رُبُوًّا : بڑھنا، ابھرنا

اَنْبَتَ يُنْبِتُ ، اِنْبَاتٌ : اگنا، نباتات اگانا

مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ - ہر قسم کے خوش نما جوڑے (نباتات کے)

زَوْج : جوڑا، قسم

(ب ھ ج) بَهِجَ يَبْهَجُ ، بَهَجًا وبَهْجَةً : خوش ہونا، شاداب ہونا

بَهِيْج : بَهْجٌ مصدر سے صفت مشبہ، دل خوش کرنے والی خوبصورتی

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّنَ الۡبَعۡثِ فَاِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ مِنۡ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنۡ مُّضۡغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيۡرِ
مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَـكُمۡ ؕ وَنُقِرُّ فِى الۡاَرۡحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخۡرِجُكُمۡ طِفۡلًا ثُمَّ لِتَبۡلُغُوۡۤا اَشُدَّكُمۡ ۚ وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّتَوَفّٰى وَ
مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِكَيۡلَا يَعۡلَمَ مِنۡۢ بَعۡدِ عِلۡمٍ شَيۡـئًا ؕ وَتَرَى الۡاَرۡضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَ
رَبَتۡ وَاَنۡۢبَتَتۡ مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ﴿۵﴾

لوگو، اگر تمہیں زندگی بعد موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے تم کو مٹی
سے پیدا کیا ہے، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے جو شکل والی بھی
ہوتی ہے اور بے شکل بھی (یہ ہم اس لیے بتا رہے ہیں) تاکہ تم پر حقیقت واضح کر دیں ہم جس
(نطفے) کو چاہتے ہیں ایک وقت خاص تک رحموں میں ٹھیرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو ایک بچّے کی
صورت میں نکال لاتے ہیں (پھر تمہیں پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی پُوری جوانی کو پہنچو اور تم
میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے اور کوئی بد ترین عمر کی طرف پھیر دیا جاتا ہے تاکہ سب کچھ
جاننے کے بعد پھر کچھ نہ جانے اور تم دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے، پھر جہاں ہم نے اُس پر مینہ
برسایا کہ یکایک وہ پھبک اٹھی اور پھول گئی اور اس نے ہر قسم کی خوش منظر نباتات اگلنی شروع کر دی

محمد اقبال

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ
وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ
مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ
اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿٥﴾

O mankind! If you have any doubt concerning Resurrection, then know that it is surely We Who created you from dust, then from a drop of sperm, then from a clot of blood, then from a little lump of flesh, some of it shapely and other shapeless. (We are rehearsing this) that We may make the reality clear to you. We cause (the drop of sperm) that We please to remain in the wombs till an appointed time. We bring you forth as infants (and nurture you) that you may come of age. Among you is he that dies (at a young age) and he who is kept back to the most abject age so that after once having known, he reaches a stage when he knows nothing. You see the earth dry and barren and then no sooner than We send down water upon it, it begins to quiver and swell and brings forth every kind of beauteous vegetation.

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

قیامت پر انسان کی اپنی ذات سے استشہاد

- یہ آیت کریمہ ان لوگوں کو مخاطب کرتی ہے جو قیامت اور بعث بعد الموت کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی دور کی مثال بیان نہیں فرماتا بلکہ ان کے اپنے وجود کو ہی دلیل بنا دیتا ہے۔
- یہاں انسان کی تخلیق کے جن مراحل کا ذکر ہوا ہے وہ کوئی طبّی تفصیل بیان کرنے کے لیے نہیں بلکہ چند نمایاں اور مشاہدہ میں آنے والی تبدیلیوں کی طرف توجہ دلانے کے لیے ہے، جنہیں اس دور کا عام انسان بھی جانتا تھا
- نطفہ، جمے ہوئے خون، گوشت کی بے شکل بوٹی اور پھر انسانی صورت کا ظہور - یہ سب مراحل قدرتِ الٰہی کے واضح نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مراحل کا محتاج نہیں تھا؛ وہ چاہتا تو انسان کو براہِ راست بھی پیدا کر سکتا تھا، مگر یہ تدریج اس لیے رکھی گئی کہ انسان خود اپنی خلقت پر غور کرے
- انسان کا اپنا وجود اللہ کی قدرت، حکمت اور ربوبیت کی عملی درس گاہ ہے، جو اسے اس کے خالق کی پہچان کرواتا ہے۔ یہ تخلیق اس بات کی شہادت ہے کہ انسان کو کھیل تماشے کے لیے نہیں بلکہ ایک عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے، جو لازماً پورا ہو کر رہے گا۔ قیامت اور توحید کے دلائل انسان کے اپنے وجود اور اس کے ارد گرد بکھرے ہوئے ہیں؛ ان کے لیے کسی دور کی مثالیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔
- جو ذات تمہیں عدم سے وجود میں لائی، جو تمہیں ایک بے جان مادّے سے زندہ انسان بنا سکتی ہے، کیا وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ یہاں قیامت کا امکان نہیں بلکہ اس کا بدیہی (self-evident) ہونا واضح کیا جا رہا ہے۔

وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ

- انسان کا جسم، اس کی نشوونما، اس کی پیدائش اور موت سب کچھ اس بات کی زندہ شہادت ہے کہ یہ زندگی بے مقصد نہیں، اور ایک دن اس کا حساب لیا جائے گا۔ قیامت کا انکار دراصل خود فراموشی ہے، جو شخص قیامت کا انکار کرتا ہے، وہ دراصل اپنی ابتدا کو بھول جاتا ہے اور اپنی پیدائش کے حقائق سے نظریں چرا لیتا ہے وہ فکری غفلت میں مبتلا ہوتا ہے، نہ کہ علمی کمی کا شکار

- نطفہ، علقہ اور مضغہ کے مراحل سے گزر کر ایک نہایت خوبصورت اور دلکش بچہ پیدا ہوتا ہے، جسے دیکھ کر یہ گمان بھی نہیں ہوتا کہ اس کا آغاز ایک حقیر قطرے سے ہوا تھا۔ پیدائش کے وقت انسان کا بچہ سب سے زیادہ بے بس مخلوق ہوتا ہے؛ نہ وہ چل سکتا ہے، نہ کھا سکتا ہے، نہ اپنی ضرورت پہچان سکتا ہے۔ اس بے بس بچے کو دودھ پینے، بھوک پر رونے اور محبت کھینچنے کی صلاحیت کس نے دی؟ یہ سب اللہ کی براہِ راست دستگیری کے مظاہر ہیں۔

- بچے کی نشوونما کے ساتھ ساتھ غذا کی نوعیت بھی بدلتی رہتی ہے: ابتدا میں پتلا دودھ، پھر گاڑھا دودھ، پھر دوسری غذائیں - یہ سب اس کی جسمانی استعداد کے مطابق ہوتا ہے۔ رحمِ مادر میں حفاظت، دنیا میں مناسب غذا، اور ماں باپ کے دل میں محبت - یہ سب انتظامات اس بات کی دلیل ہیں کہ انسان کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں

- بچپن اور لڑکپن کے بعد انسان جوانی کو پہنچتا ہے - قوت، ارادے، ولولے اور خود اعتمادی اس میں غرور پیدا کر دیتی ہیں، پھر اس کا زوال سفر شروع ہو جاتا ہے تاکی اسے یاد رہے کہ اصل سہارا وہ خود نہیں بلکہ اس کا رب ہے، بالآخر انسان بڑھاپے اور ارذل العمر تک پہنچ جاتا ہے، جہاں جاننے کے بعد نہ جاننے کی کیفیت، کمزوری اور ناتوانی غالب آ جاتی ہے۔ یہ تبدیلیاں اس لیے دکھائی جاتی ہیں کہ انسان سمجھ لے کہ جو ذات اسے عدم سے وجود، کمزوری سے طاقت، اور طاقت سے کمزوری کی طرف لے جا سکتی ہے، اس کے لیے قیامت برپا کرنا اور دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ۝۵

نباتات کی پیدائش میں قیامت کے دلائل

- اسی آیت کریمہ میں دوسری مثال یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اولاً تو تم اپنی ذات میں غور کرو تو قدم قدم پر قیامت کو دیکھ سکتے ہو لیکن اگر باہر بھی دیکھنا چاہو تو کون سی نگاہ ایسی ہے جس نے برسات کا موسم نہیں دیکھا۔؟
- بعض دفعہ طویل عرصے تک بارش برسنے کا نام نہیں لیتی اور عرب میں تو خاص طور پر خشک سالی قحط سالی کی صورت اختیار کر جاتی تھی۔ میلوں تک گھاس کی پتی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ جوہڑوں کا پانی خشک ہونے کے باعث خانہ بدوشوں کے قافلے رواں دواں نظر آتے تھے۔ ہر طرف ویرانی چھائی ہوئی دکھائی دیتی تھی کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی، بادل جھوم کے آئے، بارش برسی
- وہ زمین جس میں باد سموم چلتی اور ہر طرف دھول اڑتی دکھائی دیتی تھی وہاں دیکھتے ہی دیکھتے جل تھل ایک ہو جاتا ہے اور مردہ زمین میں زندگی کے آثار پھوٹنے لگتے ہیں۔ چند ہی دنوں میں زمین مخملی لباس پہن لیتی ہے۔ جدھر دیکھو زندگی انگڑائیاں لیتی نظر آتی ہے۔
- استدلال یہ ہے کہ جو ذات مردہ زمین کو زندگی سے بہرہ ور کر سکتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف زندگی کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں اس کے لیے انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور قیامت برپا کرنے میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے؟

آیت 5 میں بعث (Resurrection) پر دیئے گئے دو عقلی استدلال

انسان کی اپنی تخلیق اور ارتقائی مراحل سے استشہاد
Existential Argument for Resurrection

انسان کو قیامت پر ایمان کی دعوت کے لیے سب سے پہلی دلیل اس کی اپنی تخلیق ہے

اسے یاد دلایا گیا کہ انسان کا آغاز ایک حقیر نطفے سے ہوا، پھر وہ مختلف مراحل (علقہ، مضغہ، غیر متمیز اور متمیز جنین) سے گزرتا ہوا ایک مکمل انسان بن جاتا ہے۔ یہ تدریجی تخلیق اس حقیقت کی گواہ ہے کہ جس ذات نے عدم سے وجود، بے شکلی سے شکل، اور کمزوری سے طاقت پیدا کی، وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی پوری طرح قادر ہے۔

مقصد حیاتیاتی تفصیل نہیں بلکہ قدرتِ اعادہ (Resurrection) کو بدیہی بنانا ہے۔ انسان کا اپنا وجود اس بات کی زندہ شہادت ہے کہ زندگی کا یہ نظام بے مقصد نہیں اور جس طرح پہلی تخلیق ممکن ہوئی، ویسے ہی دوسری تخلیق (بعث بعد الموت) بھی یقینی ہے

پہلی تخلیق، دوسری تخلیق کے امکان پر سب سے بڑی دلیل ہے۔

مردہ زمین اور نباتات کی حیاتِ نو سے استشہاد
Empirical Analogy for Resurrection

دوسری دلیل زمین اور نباتات سے پیش کی گئی ہے، جو ہر انسان روزمرہ زندگی میں دیکھتا ہے

خشک، مردہ اور بے جان زمین پر جب بارش برستی ہے تو وہی زمین حرکت میں آجاتی ہے، پھولتی ہے، اور ہر قسم کی سبزیاں اور فصلیں اُگا دیتی ہے۔ یہ منظر بار بار دہرایا جاتا ہے تاکہ انسان سمجھ لے کہ زندگی کا لوٹ آنا کوئی انہونی بات نہیں۔

یہ استدلال بتاتا ہے کہ جس طرح اللہ مردہ زمین کو بارش کے ایک قطرے سے زندہ کر دیتا ہے، اسی طرح مردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے مشکل نہیں۔ زمین کی یہ موسمی موت اور زندگی قیامت کی عملی مثال ہے جو انسان کی آنکھوں کے سامنے ہر سال دہرائی جاتی ہے۔

جو زمین کو زندہ کرتا ہے، وہ انسان کو بھی زندہ کرے گا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَ اَنَّهٗ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۙ﴿۶﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیۡبَ فِیۡهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ ﴿۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ - یہ اس وجہ سے ہے کہ بیشک اللہ ہی حق ہے

وَ اَنَّهٗ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی - اور کہ بیشک وہی زندہ کرتا ہے مُردوں کو

اَحْیٰی یُحْیِیْ ، اِحْیَآءٌ : زندہ کرنا (IV)

اَلْمَوْتٰی : مردے

وَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ - اور (اس لیے) کہ بیشک وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔

وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ - اور (اس لیے) کہ بیشک قیامت آنے والی ہے

اٰتِیَةٌ: اِتْیَانٌ، مصدر سے اسم فاعل واحد مؤنث (آنے والی)

لَّا رَیۡبَ فِیۡهَا - کوئی شک نہیں اس میں

رَیْب : شک (ایسا شک جو خلجان اور کھٹکا پیدا کرے)

وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبۡعَثُ - (اس لیے) کہ بیشک اللہ دوبارہ اٹھائے گا

بَعَثَ یَبْعَثُ ، بَعْثًا : زندہ کرکے اٹھانا

مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ - ان کو جو قبروں میں ہیں

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ - اور لوگوں میں سے (کوئی ایسا ہے) جو

یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ - جھگڑا کرتا ہے اللہ کے بارے میں بغیر علم کے

جَادَلَ یُجَادِلُ ، مُجَادَلَةٌ: جھگڑا کرنا (III)

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ - اور بغیر کسی ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے۔

ثَانِي/ثَانٍ : ثَنْيٌ مصدر سے اسم فاعل (موڑنے والا)

ثَانِيَ عِطْفِهٖ - اس حال میں کہ موڑنے والا ہوتا ہے اپنا پہلو

عِطْف بدن کا وہ حصہ جو موڑا جاسکتا ہے، پہلو، گردن، شانہ
[مجازاً: رویہ، انداز، تیور (کردار کی تصویری تعبیر)]

اَضَلَّ يُضِلُّ ، اِضْلَالًا گمراہ کرنا (IV)

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - تاکہ وہ گمراہ کرے اللہ کے راستے سے

خِزْيٌ : رسوائی

لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ - اس کے لیے دنیا میں رسوائی ہے

اَذَاقَ يُذِيْقُ ، اِذَاقَةٌ : مزہ چکھانا (IV)

وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ - اور ہم چکھائیں گے اسے قیامت کے دن

عَذَابَ الْحَرِيْقِ - جلانے والا (یعنی آگ کا) عذاب۔

قَدَّمَ يُقَدِّمُ ، تَقْدِيْمًا : آگے بھیجنا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ - یہ اس وجہ سے ہے جو آگے بھیجا تیرے ہاتھوں نے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ - اور یہ کہ بیشک اللہ ہرگز نہیں ہے

ظَلَّام : ظُلْمٌ مصدر سے مبالغہ کا صیغہ- بہت ظلم کرنے والا
عَبِيْد : عَبْدٌ کی جمع (بندے)

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ - ظلم کرنے والا بندوں پر

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۙ ۝٦ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِی
الْقُبُوْرِ ۝٧ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ۝٨ ثَانِیَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِی
الدُّنْيَا خِزْیٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی حق ہے، اور وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہ (اِس بات کی دلیل ہے) کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، اور اللہ ضرور اُن لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں جا چکے ہیں، بعض اور لوگ ایسے ہیں جو کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر، گردن اکڑائے ہوئے بعض اور لوگ ایسے ہیں جو کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر، گردن اکڑائے ہوئے بعض اور لوگ ایسے ہیں جو کسی علم اور ہدایت اور روشنی بخشنے والی کتاب کے بغیر، گردن اکڑائے ہوئے، خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو راہِ خدا سے بھٹکا دیں ایسے شخص کے لیے دُنیا میں رُسوائی ہے اور قیامت کے روز اُس کو ہم آگ کے عذاب کا مزا چکھائیں گے، یہ ہے تیرا وہ مستقبل جو تیرے اپنے ہاتھوں نے تیرے لیے تیار کیا ہے ورنہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے

محمد اقبال

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۙ ﴿۶﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ
يَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ﴿۸﴾ ثَانِیَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِی الدُّنْيَا خِزْیٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ع ﴿۱۰﴾

All this is because Allah, He is the Truth, and because He resurrects the dead, and because He has power over everything, (all of which shows that) the Hour shall surely come to pass - in this there is no doubt - and Allah shall surely resurrect those that are in graves.

And among people are those that wrangle about Allah without knowledge, without any true guidance, and without any scripture to enlighten them.

They wrangle arrogantly, intent on leading people astray from the Way of Allah. Such shall suffer disgrace in this world and We shall cause them to taste the chastisement of burning (in the Next).

That is the outcome of what your own hands have wrought, for Allah never wrongs His creatures.

وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝٧ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ۝٨ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ
نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠

انکارِ قیامت، جہالت اور ذلت کا انجام

- پھر بتادیا کہ قیامت ضرور آئے گی تم شیطان کی وسوسہ انگیزیوں سے دھوکہ کھا کر اس یوم حساب کا انکار نہ کرنا ورنہ کف افسوس ملوگے اور ندامت سے ہونٹ کاٹوگے۔
- (آیت 8) ایسے لوگوں کا بدترین انجام بتارہی ہیں جو دینی تعلیمات میں میں میخ نکالتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس نہ کوئی علم ہوتا ہے اور نہ ہی کسی الہامی کتاب کی بنیاد پر کوئی ہدایت ۔ یہ رویہ انسان میں اسی وقت پیدا ہوتا ہے، جب وہ علم و استدلال کے بجائے مجرد آباؤاجداد کی اندھی تقلید کو اپنے ایمان و عقیدہ کا ماخذ بنا لیتا ہے۔ یہ اسی طرح کے لوگوں کا ذکر ہے جو قرآن کی دعوت یہ کہہ کر رد کردیتے تھے کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔
- جو شخص اپنے باطل کے حق میں اپنے پاس کوئی دلیل نہ رکھتے ہوئے بھی اس کو دوسروں پر مسلط کرنے کے لئے، پوری رعونت کے ساتھ ،اٹھ کھڑا ہو تو اس سے پھر کسی امید خیر کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔
- اس کے بعد دنیا و آخرت میں ایسے لوگوں کا انجام بیان کیا گیا ہے، کہ اس دنیا میں ذلت و رسوائی اور بد نصیبی ان کا مقصد ہے اور آخرت میں انھیں جلا دینے والے عذاب کا مزہ چکھایا جائے گا
- اور ان میں سے ہر ایک سے کہا جائے گا : اللہ نے تمہارے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں کی ہے۔ یہ اسی فصل کا حاصل ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سے بوئی تھی۔۔ اللہ ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا، نہ بلاوجہ سزا دیتا ہے اور نہ ہی سزا میں بلاوجہ اضافہ کرتا ہے، اس کا کام تو صرف عدل و انصاف کرنا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ‌ ۚ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ ࣙاطۡمَاَنَّ بِهٖ‌ ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ ࣙانۡقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ ‌ؕ

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ - اور لوگوں میں سے وہ (بھی) ہے

يَّعۡبُدُ اللّٰهَ - جو بندگی کرتا ہے

عَلٰى حَرۡفٍ - ایک کنارے پر (ح ر ف) بنیادی معنی - کنارا، دھار، حد، سرا

وہ جگہ جہاں استحکام نہیں، ذرا سا قدم بدلے تو گرنے یا پلٹنے کا امکان ہو
اسی سے اس میں مجازی/اصطلاحی معنی آئے

یہاں حَرْف عقیدے کی غیر مستحکم کیفیت، تذبذب اور وقتی وابستگی کو ظاہر کرتا ہے (نہ کھلا انکار، نہ پختہ یقین)

فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ - پھر اگر پہنچے اسے کوئی بھلائی

اَصَابَ يُصِيْبُ ، اِصَابَةٌ : پہنچنا (IV)

خَيۡرُ ࣙاطۡمَاَنَّ

ࣙاطۡمَاَنَّ بِهٖ - (تو) مطمئن ہو جاتا ہے اس پر

اِطْمَاَنَّ يَطْمَئِنُّ ، اِطْمِيْنَانٌ : مطمئن ہونا (XII)

وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ - اور اگر پہنچے اسے کوئی آزمائش

فِتۡنَةُ ࣙانۡقَلَبَ

نُون قُطِني : وہ چھوٹا ن جو کسی لفظ پر تنوین کے بعد ہمزہ وصلی آجائے تو وصل میں "ہمزہ وصلی" کو گراتے ہوئے تنوین کے نون ساکن کو زیر دے کر ایک چھوٹا سا نون لکھ دیا جاتا ہے-
اصل لفظ کا حصہ نہیں ہوتا، صرف وصل (ملانے) کی حالت میں آواز کے طور پر ظاہر ہوتا ہے، اور وقف کرنے پر گر جاتا ہے (یعنی پڑھا نہیں جاتا)

ࣙانۡقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ - (تو) الٹا پھر جاتا ہے اپنے منہ کے بل

خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ - نقصان اٹھایا دنیا اور آخرت کا

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ - یہ ہی صریح خسارہ ہے

خُسْرَانٌ : نقصان، خسارہ (مصدر)

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - وہ پکارتا ہے اللہ کے سوا (اسے)

مَا لَا يَضُرُّهٗ - اس کو جو نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اسے

ضَرَّ يَضُرُّ ، ضَرًّا وَ ضُرًّا نقصان پہنچانا

وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ - اور جو نہ نفع دے سکتا ہے اسے

نَفَعَ يَنْفَعُ ، نَفْعًا فائدہ/ نفع دینا

ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ - یہ ہی دور کی گمراہی ہے

ضَلٰل : گمراہی

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ - وہ پکارتا ہے یقیناً اس کو جس کا نقصان

دَعَا يَدْعُوْا ، دُعَآءٌ وَ دَعْوَةٌ : پکارنا

اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ - زیادہ قریب ہے اس کے نفع سے

اَقْرَبُ: قُرْبٌ سے افعل التفضیل (زیادہ قریب)

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى - یقیناً وہ بہت ہی برا کارساز ہے

لَ : لام تاکید

بِئْسَ : کلمۂ ذم (Term of condemnation) کتنا برا ہے

مَوْلٰی : آقا، مالک، سرپرست، محافظ، ولی، کارساز، دوست، مددگار

وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ -اور یقیناً بہت ہی برا ساتھی ہے

عَشِيْرٌ : (مادہ: ع ش ر) معنی: اکٹھا ہونا، مل جل کر رہنا، باہم ربط

عَشِيْرٌ : وہ شخص جس کے ساتھ انسان قریب اور عملی زندگی گزارے

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ ۚ فَاِنۡ اَصَابَہٗ خَیۡرُ ۨ اطۡمَاَنَّ بِہٖ ۚ وَ اِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ ۨ انۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡہِہٖ ۚ۟ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ
الۡاٰخِرَۃَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۱﴾ یَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہٗ وَ مَا لَا یَنۡفَعُہٗ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِیۡدُ ﴿ۚ۱۲﴾ یَدۡعُوۡا لَمَنۡ ضَرُّہٗۤ اَقۡرَبُ
مِنۡ نَّفۡعِہٖ ؕ لَبِئۡسَ الۡمَوۡلٰی وَ لَبِئۡسَ الۡعَشِیۡرُ ﴿۱۳﴾

اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا اُس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی یہ ہے صریح خسارہ،
پھر وہ اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکارتا ہے جو نہ اُس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ یہ ہے گمراہی کی انتہا
وہ اُن کو پکارتا ہے جن کا نقصان اُن کے نفع سے قریب تر ہے بدترین ہے اُس کا مولیٰ اور بدترین ہے اُس کا رفیق

And among people is he who worships Allah on the borderline; if any good befalls him, he is satisfied; but if a trial afflicts him, he utterly turns away. He will incur the loss of this world and the Hereafter. That indeed is a clear loss.
He invokes, instead of Allah, those who can neither harm nor benefit him. That indeed is straying far away.
He invokes those that are more likely to cause him harm than benefit. Such is surely an evil patron, and an evil associate.

محمد اقبال

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝11

مذبذب ذہنیت و کردار کی مذمت - (Wavering and unstable character)

- کٹر مشرکین کے ذکر بعد اب ان لوگوں کا ذکر جو شرک کی حمایت دولوں میں لیے ہوئے تھے، جو بیک وقت اللہ اور غیر اللہ، حق اور باطل دونوں سے تعلق باقی رکھنا چاہتے تھے۔ وہ خام سیرت، مضطرب العقیدہ اور بندہ نفس لوگ جو اسلام قبول تو کرتے ہیں مگر فائدے کی شرط کے ساتھ۔ ان کا ایمان اس شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے کہ ان کی مرادیں پوری ہوتی رہیں، ہر طرح چین ہی چین نصیب ہو، نہ خدا کا دین ان سے کسی قربانی کا مطالبہ کرے، اور نہ دنیا میں ان کی کوئی خواہش اور آرزو پوری ہونے سے رہ جائے۔ یہ ہو تو خدا سے وہ راضی ہیں اور اس کا دین ان کے نزدیک بہت اچھا ہے۔ لیکن جہاں کوئی آفت آئی، یا خدا کی راہ میں کسی مصیبت اور مشقت اور نقصان سے سابقہ پیش آگیا، یا کوئی تمنا پوری ہونے سے رہ گئی، پھر ان کو خدا کی خدائی اور رسول کی رسالت اور دین کی حقانیت، کسی چیز پر بھی اطمینان نہیں رہتا۔ پھر وہ ہر اس آستانے پر جھکنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں جہاں سے ان کو فائدے کی امید اور نقصان سے بچ جانے کی توقع ہو۔

- مذبذب مسلمان کا حال سب سے بدتر ہوتا ہے۔ کافر یکسوئی سے دنیا کے پیچھے لگ کر کم از کم دنیا تو بنا لیتا ہے، اور مومن صبر و استقامت کے ساتھ دین پر قائم رہ کر آخرت کی فلاح یقینی کر لیتا ہے، چاہے دنیا ہاتھ سے نکل جائے۔ مگر مذبذب مسلمان نہ دنیا میں پوری یکسوئی حاصل کر پاتا ہے اور نہ آخرت کے لیے ثابت قدمی دکھا سکتا ہے۔ دنیا کی طرف جاتا ہے تو ایمان اور اخلاقی قیود آڑے آتی ہیں، اور آخرت کا سوچتا ہے تو دنیا کا لالچ اور خواہشات اسے روک لیتی ہیں۔ یوں وہ نہ دنیا پاتا ہے نہ آخرت۔ اور یہی اس کی اصل ناکامی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱

- دورنگی کا یہ اسلوب بیان یہاں اظہار تعجب اور اظہار نفرت و کراہت کے لیے ہے اور لفظ عبادت، پرستش اور اطاعت دونوں ہی معنوں پر مشتمل ہے۔ علی حرف یعنی ایک کنارے پر کھڑے ہو کر دور دور سے خدا کی بندگی اور اطاعت میں پوری طرح داخل ہو کر نہیں، جو ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً کا تقاضا ہے بلکہ مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ کے مصداق بن کر نہ پوری طرح خدا کی طرف جو ایک حنیف اور یکسو مسلم کی شان ہے اور نہ کفار کی طرح کفر کی حمایت میں برہنہ ہو کر

- جو لوگ آزمائش پر گھبرا کر اللہ سے بدگمان ہو جاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں کھو بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ ایمان کے ساتھ پیش آنے والا ہر نقصان اخروی فائدہ بن جاتا ہے اور ایمان کو مضبوط کرتا ہے (بشر طیکہ وہ اپنے رب کے فیصلہ پر راضی و مطمئن رہے اور اپنے آپ کو اس کے آگے ڈال دے)۔ اصل خسارہ دنیا کا نہیں بلکہ آخرت کا ہے: جس نے آزمائش میں صبر و رضا کھو دی اس نے یہی خسران مبین مول لیا، نہ دنیا رہی، نہ آخرت۔ دورِ نبوت میں جن لوگوں نے منافقت کی روش اختیار کی اور اسلام کو منفعت کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی ان کی دنیا بھی تباہ ہوئی اور آخرت بھی تباہ ہو گئی

- اس آیت کے شان نزول میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ ایک یہودی اسلام لایا، مگر کچھ عرصے بعد اسے سخت آزمائشیں پیش آئیں: بینائی چلی گئی، مال کا نقصان ہوا اور بیٹا فوت ہو گیا۔ اس نے ان مصائب کو اسلام کی نحوست سمجھا اور نبی کریم ﷺ سے بیعت واپس لینے کی درخواست کی (أَقِلْنِي)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بیعت واپس نہیں لی جا سکتی (إِنَّ الإِسْلامَ لا يُقالُ) کہنے لگا کہ مجھے اس دین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ میں اندھا ہو گیا، مال برباد ہوا، بیٹا مر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (يا يَهُودِيُّ الإسْلامُ يَسْبِكُ الرِّجالَ كَما تَسْبِكُ النّارُ خَبَثَ الحَدِيدِ والذَّهَبِ والفِضَّةِ) اے یہودی ! اسلام اس طرح مردوں کو گلاتا ہے جس طرح آگ لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کچیل کو صاف کرتی ہے۔ یعنی جو شخص بھی اسلام کو دنیاوی فائدے کا ذریعہ سمجھے، اس کے دل میں ایمان راسخ نہیں ہوتا۔ اسلام مفادات کا سودا نہیں بلکہ اخلاص اور صبر کی آزمائش ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱

دو عملی اور دورنگی کو اسلام نے نہ عہد نبوت میں قبول کیا تھا اور نہ آج قبول کرنے کو تیار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جس طرح ہر قسم کے شرکت کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اسی طرح اس کے مصطفیٰ کی شخصیت ہر دوسری شخصیت کو ماننے سے ابا کرتی ہے اور اس کا دیا ہوا ضابطہ حیات ہر دوسرے ضابطہ حیات کی دریوزہ گری سے انکار کرتا ہے۔ اس کا نازل کردہ آئین اور قانون ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت آخری قانون ہے اور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی آخری اسوہ کاملہ ہے جس میں کسی پیوند کی کوئی گنجائش نہیں۔ جس طرح اس پر نازل ہونے والی کتاب ہر طرح کے شک و شبہ سے ماوراایک محفوظ کتاب ہے،
اسی طرح نبی کریم ﷺ کی زندگی کے حالات قانونی اور اخلاقی رہنمائی کے طور پر بالکل محفوظ حالت میں ہیں
اور ان کی زندگی کا روزنامچہ آج بھی اس طرح مسلمانوں کے ہاتھوں میں محفوظ ہے جس سے ہم اپنی
شب و روز کی زندگی میں مکمل طور پر رہنمائی لے سکتے ہیں۔

دو عملی اور دورنگی کے مظاہر آج کے دور میں : میں بھی ہم دیکھتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کی کمی نہیں جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے، مسلمانوں جیسے نام ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو اپنے آپ کو ان میں شامل بھی کر لیتے ہیں، لیکن اپنے اختیار اور مرضی سے دین اسلام کی مخالفت کا راستہ اپنایا ہوا ہوتا ہے، نہ اسلام کے راستے پر چلتے ہیں نہ اس کے لیے کوئی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ انہیں نبی کریم ﷺ کی ذات سے بھی انکار نہیں۔ وہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب ماننے سے انکاری نہیں، لیکن یہ بات انھیں کسی طور گوارا نہیں کہ وہ اسلام کو ایک ایسے دین کے طور پر قبول کریں جس میں کسی اور رہنمائی کے لیے کوئی گنجائش نہ ہو۔ وہ قرآن کریم کو ایک ایسے قانون کے طور پر ماننے کے لیے تیار نہیں جو معاشرت، معیشت، سیاست، تہذیب و تمدن، غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی دینے پر مصر ہو۔ نہ وہ نبی کریمؐ کی یہ حیثیت تسلیم کرتے ہیں جس سے ثقافت پھوٹے، جنکی معاشرتی رہنمائی سے تہذیب اور جنکی شریعت سے تمدن کو رہنمائی ملے

دو رنگی

- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ -سورۃ الحج -آیت 11
- اس آیت کریمہ میں کنارے پر رہ کر اللہ کی عبادت جس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے، در حقیقت ایک فکری اور ایمانی بیماری ہے ، یہاں لفظ "حَرْف" (کنارہ) محض ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ذہنی و ایمانی کیفیت کی علامت ہے اور یہ دو رنگی کی کیفیت ہے جسے تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے
- لغوی اعتبار سے حرف کسی چیز کے کنارے، لب یا سرحد کو کہتے ہیں۔ کنارے پر کھڑا شخص نہ اندر ہوتا ہے نہ باہر، ذرا سا دھکا ملے تو گر جاتا ہے۔ایسے ہی "کنارے پر عبادت" کرنے والا شخص - ایمان میں پوری طرح داخل نہیں ہوتا، دین کو زندگی کا مرکز نہیں بناتا، بلکہ ایک مشروط تعلق رکھتا ہے
- اس کی دو کیفیتیں بیان کی گئی ہیں کہ اگر خَیْر ملے تو مطمئن، خوش، اور دین سے وابستہ ۔ اور اگر آزمائش آئے تو فوراً پلٹ جانا ۔ یہی اصل دو رنگی ہے: راحت میں خدا کا بندہ اور آزمائش میں خدا سے بدگمان ۔ یہ رویہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ اس کا مقصود نہیں، ذریعہ تھا۔

اس رویے کی مذمت کیوں؟

- اس لیے کہ خدا کی عبادت اخلاص کے ساتھ اور بلا مشروط درکار ہے جبکہ اس ذہنیت کا شخص اللہ تعالیٰ کو " ضامنِ آسائش" سمجھتا ہے، رب اور معبود حقیقی نہیں۔ کاروباری شراکت دار سمجھتا ہے، جب فائدہ نہ ہو تو شراکت ختم !

دو رنگی

اس رویے کی مذمت کیوں؟ اس لیے بھی کہ دو رنگی اور منافقت میں بہت یکسانیت اور قربت پائی جاتی ہے۔ نفاق بزدلانہ اور پر فریب فطرت کا آئینہ دار ہے اور دو رنگی مریضانہ اور مفسدانہ ذہنیت کی عکاس۔ منافقین کی نمایاں ترین خصلت دوغلا پن، اور دوُرخا آدمی بھی جس کے ساتھ ہوتا ہے اسی کے گن گاتا ہے

- یہ طرزِ عمل اور یہ کردار اسلام میں ہر گز مطلوب نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسانوں میں بدترین شخص دورخا شخص ہوتا ہے۔ وہ کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ ملتا ہے اور کچھ لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ ملتا ہے (عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ) [صحيح مسلم/كتاب البر والصلة والآداب/حديث: 6630]
- اس کو آج کل اگرچہ خوبی و کمال سمجھا جاتا ہے اور یہ انسان کی ذہانت و فطانت اور دانشمندی کی علامت بن چکا ہے اور ڈپلومیسی کہلاتا ہے لیکن درحقیقت یہ طرز عمل ایک طرح کی منافقت اور ایک قسم کی دھوکہ بازی ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کی مذمت فرمائی ہے
- اس کے مقابل طرزِ عمل - یہ ہے کہ انسان ایمان پر ثابت قدم رہے، خیر میں اللہ کا شکر اور آزمائش و مصیبت میں صبر کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھے۔ یعنی کامل سپردگی کے ساتھ عبادت۔ مشکل ہو کہ آسانی، فائدہ ہو کہ نقصان، عطا ہو کہ روک — ہر حال میں راضی برضائے رب۔ [عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا، وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا. حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے (ان باتوں پر) بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور مانیں گے، چاہے ہمیں پسند ہو یا ناپسند، تنگی ہو یا آسانی، اور چاہے (حق مار کر) دوسروں کو ہم پر ترجیح ہی کیوں نہ دی جائے]

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۚ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾

جھوٹے کارساز اور تباہ کن رفاقت

- اس آیت میں مولا سے مراد وہ جھوٹے شرکاء و شفعاء ہیں جنہیں مشرکین نے اللہ کے سوا اپنا کارساز، مددگار اور مشکل کشا سمجھ رکھا تھا۔ قرآن واضح کرتا ہے کہ جن ہستیوں سے وہ امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں، ان کا نقصان ان کے نفع سے زیادہ قریب ہے؛ یعنی نہ وہ دنیا میں حقیقی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ آخرت میں کوئی سہارا بن سکتی ہیں۔ یہ نام نہاد مولا خود بے اختیار، عاجز اور محتاج ہیں، اس لیے ان پر بھروسہ کرنا سراسر دھوکہ اور خود فریبی ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ ایسا مولا بدترین مولا ہے۔
- عشیر سے مراد وہ انسانی گروہ اور معاشرتی ساتھی ہیں جو ایک دوسرے کو شرک پر قائم رہنے کی تلقین کرتے اور باطل عقائد میں ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ صرف خود گمراہ ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف کھینچتے ہیں۔ قیامت کے دن یہی ساتھی ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ اس طرح یہ باطل رفاقت دنیا میں بھی تباہی کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں بھی، اسی لیے قرآن نے انہیں بھی بدترین عشیر قرار دیا ہے۔
- یہ آیت بتاتی ہے کہ باطل معبود بھی بدترین مولا ہیں اور باطل پر اکٹھے ہونے والے انسان بھی بدترین ساتھی — اور ان دونوں پر اعتماد انسان کو دنیا و آخرت میں خسارے ہی خسارے تک پہنچاتا ہے۔
- اللہ کی ولایت کے علاوہ یہ وہ ولایت ہے جس کا اس سورت میں ذکر ہوا ہے۔ یہاں شرک اور من دون اللہ کی ولایت کا ذکر ہے، آگے شیطان کی ولایت کا ذکر آئے گا